سرمایہ دارانہ نظام میں شمولیت اور ووٹ کی شرعی حیثیت

مولانا محمد احمد حافظ

انتخابات سر پر ہیں اور آئندہ چند دنوں میں (اگر الیکشن ایک مرتبہ پھر ملتوی نہ ہوئے تو) پوری قوم ووٹنگ کے ذریعے جمہوری عمل سے گزرے گی۔ قوم ہر مرتبہ اس امید پر ووٹ کاسٹ کرتی ہے کہ شاید آنے والا دور ہمارے لیے کوئی مژدۂ جانفزا ساتھ لائے اور ان کے دکھوں کا مداوا ہو..... مگر واحسرتا!

سرِدست جو سوالات اہم ہیں وہ یہ ہیں کہ کیا جمہوریت ہی وہ واحد نظامِ حکومت ہے جو بنی نوع انسان کی فوز و فلاح کا ضامن ہے؟ کیا پچھلے ساٹھ سال کے تجربات ہمیں نئے انداز میں سوچنے اور بنتی بگڑتی حکومتوں کا تجزیہ و محاسبہ کرنے کی دعوت نہیں دیتے؟ جمہوری نظام اور ووٹ کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ پارلیمنٹ کس قسم کا ادارہ ہے اور اس کا ممبر بننا از روئے شریعت کیا حکم رکھتا ہے؟

یہ وہ سوالات ہیں جو اہلِ علم کے سامنے چیلنج کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان سوالات کے جواب جاننے کے لیے جمہوری سسٹم کی ماہیت، اس کی عملیت اور مابعد الطبیعات کو جاننا ضروری ہے۔ اس لیے کہ سرمایہ داری، انسانی حقوق، جمہوریت، لبرل قوانین، جمہوری عدلیہ اور انتظامیہ میں گہرا اور مربوط تعلق ہے۔

معاشرہ ہو یا ریاست، اس کا وجود صرف فرد کے گرد گھومتا ہے۔ فرد کو نفی کر دیں تو معاشرہ کوئی وجود نہیں رکھتا۔ اسی طرح محض ریاست کوئی حِسّی چیز نہیں۔ انسانی دنیا کے تمام معاملات فرد کے گرد گھومتے ہیں۔ مثلاً صہیب ایک فرد ہے، اس کا تعلق عمر، طلحہ اور عبدالرزاق کے ساتھ ہے، وہ معاشرت ہے اور صہیب کا وہ تعلق جو حکمران کے ساتھ ہے، ریاست کہلاتی ہے۔ یہ نہیں کہ فرد نہ ہو اور معاشرہ بھی قائم ہو اور ریاست بھی......! چنانچہ فرد اگر صالح ہے، شریعت کا پابند اور دینی اقدار کا احترام کرتا ہے تو معاشرہ مذہبی ہوگا اور ریاست بھی مذہبی ہوگی۔ فرد اگر کسی مذہب کا پابند نہیں ہے بلکہ فری یعنی ''آزاد'' ہے تو معاشرہ لبرل اور سیکولر ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ مذہبی انفرادیت اور سرمایہ دارانہ انفرادیت میں شرق و غرب کا فرق ہے۔

مذہبی انفرادیت میں بنیادی چیز عبدیت ہوتی ہے، عبدیت کا مطلب ہے کہ انسان ایک خارجی اور ان دیکھے وجود کو اپنا الٰہ و معبود مان لے، اُس کی خواہش، منشاء اور رضامندی کے لیے اپنی ساری خواہشوں کو فنا کر دے، اس کے کہے پر چلے اور منع کرنے پر رک جائے۔

سرمایہ دارانہ انفرادیت یہ ہے کہ انسان کسی کا عبد نہیں بلکہ وہ آزاد (Free) ہے۔ آزاد اِن معنوں میں کہ وہ

جو چاہنا چاہے چاہ سکے اور جس چیز کی خواہش اس کا نفس کرے اسے حاصل کر سکے۔ خواہشات بے پناہ ہیں اور انسان کو خواہشات کی تکمیل کے لیے بنیادی طور پر جس چیز کی ضرورت ہے وہ ''سرمایہ'' ہے۔ سرمایہ ہی وہ بنیادی عنصر ہے جس کے ذریعے تمتع فی لارض اور تمتع فی الدنیا کے امکانات وقوع پذیر ہو سکتے ہیں۔ ایک بات جو یاد رکھنے کی ہے کہ سرمایہ دارانہ عقلیت، مابعد الموت سے بحث نہیں کرتی بلکہ اس کے نزدیک موت ہی اختتامِ زندگی ہے۔ چنانچہ سرمایہ دارانہ عقلیت میں زیادہ سے زیادہ سرمائے کا حصول اسی دنیا کو جنت بنانے کے سوا کچھ نہیں۔ اسی لیے ایک سرمایہ دار انسان کی ساری تگ ودو اور کدو کاوش کا محور محض سرمائے کا حصول ہوتا ہے۔ یہ بات بھی واضح رہے کہ سرمایہ دارانہ عقلیت میں جس طرح مابعد الموت کی بحث نہیں اسی طرح ماقبل پیدائش کا سوال بھی خارج از بحث ہے۔ مغربی فکر کے کلاسیکل مفکرین کے نزدیک انسان اس معنیٰ میں قائم بالذات اور اپنا خالق خود ہے۔ یہاں پہنچ کر ہم دیکھتے ہیں کہ سرمایہ دارانہ تصور انفرادیت ''اُلوہیّت انسان'' کا مظہر ہے۔ تہذیبِ مغرب کا ایک یہی کلمہ ہے...... لا الٰہ الا الانسان!

انسانی حقوق کے تمام تر تصورات اسی سرمایہ دارانہ عقلیت سے نکلے ہیں اور مغربی فلاسفروں کی اسی جاہلانہ فکر کی روشنی میں انسانی حقوق کا ٹیکسٹ تیار کیا گیا ہے۔ تہذیبِ جدید کے نزدیک ''حقوق انسانی کا چارٹر'' جسے یو این او نے اپنے ممبر ممالک پر لاگو کیا ہے، یہ دورِ حاضر کا واحد اور آخری ''حق'' ہے اور ناقابل چیلنج ہے۔ اسی بنیاد پر یو این او کے تمام ممبر ممالک اس چارٹر پر دستخط کرنے کے پابند ہیں۔ یو این او کے کسی ممبر ملک میں ایسی کوئی سی بھی قانون سازی یا اجتماعی سرگرمی بروئے کار نہیں آسکتی جو حقوقِ انسانی کے چارٹر کے خلاف ہو۔ یہی وجہ ہے کہ حقوقِ انسانی چارٹر کو سرمایہ دارانہ مذہب کا نصابی صحیفہ ہونے کا درجہ حاصل ہے۔

انسانی حقوق کے چارٹر کا بغور مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے تین بنیادی ارکان ہیں:

(۱) آزادی (۲) مساوات (۳) ترقی

انسانی حقوق کے چارٹر کے مطابق:

(۱) آزادی سے مراد یہ ہے کہ انسان آسمانی وحی کا محتاج نہیں اور نہ ہی انسان کو کسی مذہب کی ضرورت ہے۔ اس لیے کہ انسان اب دورِ ظلمت (Dark Age) سے نکل آیا ہے۔ اب وہ اپنی عقل کی بنیاد پر اپنے لیے خیر وشر کے پیمانے خود وضع کر سکتا ہے۔ وہ جو چاہنا چاہے چاہ سکتا ہے اور جو کرنا چاہے کر سکتا ہے، کوئی مذہب، عقیدہ اور اخلاقی ضابطہ اس کی چاہت میں حائل نہیں ہو سکتا۔ اس کا مطلب اس کے سوا کچھ نہیں کہ انسان خود خدا ہے اور وہ اپنی ہی پرستش کرتا ہے۔

(۲) مساوات سے مراد یہ ہے کہ ہر انسان دوسرے انسان کے برابر ہے، علم، بزرگی، مرد ہونا، استاد یا باپ ہونا، فضیلت کا کوئی درجہ نہیں رکھتا۔ اسی طرح کوئی شخص کسی دوسرے کے مال کو ناحق نہیں کھاتا اور ایک دوسرا آدمی ناحق مال کھانے کو اپنے لیے روا رکھتا ہے تو سرمایہ دارانہ عقلیت میں دونوں کی حیثیت برابر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب الیکشن ہوتے ہیں تو تمام ووٹروں کا ووٹ یکساں ہوتا ہے۔ عالم وزاہد اور زانی شرابی کا ووٹ برابر تصور کیا جاتا ہے۔ (one man one vote)

(۳)　　تیسری چیز ترقی ہے، جس کا مطلب ہے کہ انسان کو اس دنیا میں زیادہ سے زیادہ سرمایہ کمانے پر تمتع فی الدنیا کا حق حاصل ہے۔ چوں کہ انسانی حقوق کے مطابق ہر انسان آزاد ہے کہ وہ جو بھی فکر وعقیدہ رکھے (ریاست اس پر قدغن نہیں لگاسکتی) اس لیے ترقی کی اس دوڑ میں سود، سٹہ، جوا، دھوکہ، فریب، جبر وظلم سب روا ہے۔ حتیٰ کہ اگر ایک عورت اپنا جسم بیچ کر زیادہ سے زیادہ سرمایہ جمع کرنا چاہے تو اُسے اس بات کا حق حاصل ہے۔

اب ہم آتے ہیں جمہوریت کی طرف! جمہوریت، سرمایہ دارانہ نظام کی سیاسی اور معاشرتی تنظیم......اور حقوقِ انسانی کے نفاذ کا آلہ کار ڈھانچہ ہے۔ جمہوریت ایسا تنظیمی ڈھانچہ ہے جو جبر کا ایک ایسا ماحول وضع کرتا ہے کہ فرد اللہ تعالیٰ کی مرضی ومنشاء کو ترک کر کے صرف اپنی خواہش اور سرمائے کی بندگی کرے۔

اب ہم جائزہ لیتے ہیں کہ جمہوری سسٹم کی ماہیت کیا ہے؟

جمہوری سسٹم کی پہلی بنیاد انتخابات ہیں، جن میں مختلف لوگ امیدوار بنتے ہیں کہ وہ پارلیمنٹ کے ممبر بنیں گے۔ ریاست کے افراد انھیں مساوی بنیادوں پر ووٹ دیتے ہیں۔ یعنی مرد وعورت، عالم وجاہل، زاہد ومتقی اور چور ڈاکو، زانی شرابی سب مساوی بنیادوں پر اپنے امیدوار کو ووٹ دیتے ہیں۔ امیدوار بھی انتخابات میں مساوی حیثیت میں حصہ لیتے ہیں۔ اس لیے کہ پارلیمنٹ کا رکن ایک شیخ الحدیث بھی بن سکتا ہے اور چوراچکا، منافع خور، اسمگلر اور قاتلوں کا سرغنہ بھی رکن بن سکتا ہے......الیکشن کے بعد جو لوگ پارلیمنٹ میں جاتے ہیں۔ وہ پہلے ایک دستور وضع کرتے ہیں (یا پہلے سے ایک وضع شدہ دستور ہوتا ہے جو اصلاً انسانی حقوق کے تابع ہوتا ہے) پھر اسی دستور کی روشنی میں قانون سازی کی جاتی ہے۔ اس سارے عمل میں کتاب اللہ کا کوئی رول نہیں ہوتا۔

[گو کہ پاکستان کے دستور میں ایک ''قرارداد مقاصد'' کے ذریعے پارلیمنٹ کتاب وسنت کی روشنی میں قانون سازی کی پابند ہے مگر اس حقیقت سے جائے فرار نہیں کہ قراردادِ مقاصد کی حیثیت محض ایک ''علامت'' کی ہے۔ پھر اس میں بھی آزادیٔ فرد کے تمام تصورات کو اس طرح سمودیا گیا ہے کہ بالآخر حقوقِ انسانی کا، کافرانہ ومشرکانہ چارٹر ہی بالا دست ٹھہرتا ہے۔ ہماری نظر میں قراردادِ مقاصد کو محض پاکستان کے مذہبی طبقات کا منہ بند رکھنے کے لیے دستور کے ساتھ نتھی کیا گیا ہے۔]

جمہوری سسٹم میں بیوروکریسی یا انتظامیہ (محکمہ جاتی افراد، پولیس، فوج) اور عدلیہ، یہ تمام حکومتی طبقے سرمایہ دارانہ تصورات اور سرمایہ دارانہ عدل کے قیام ونفاذ کے ضامن ہوتے ہیں......یوں جمہوری سسٹم کے ذریعے سرمایہ دارانہ جبر کا ماحول پروان چڑھتا ہے جہاں ہر انسان اس بات پر مجبور ہوتا ہے کہ:

☆　اپنے مذہب کو اجتماعی زندگی سے نکال کر انفرادی زندگی تک محدود کردے۔

☆　عبادت الٰہی کو حتی الامکان کم وقت دے اور سرمائے کی بڑھوتری کے لیے زیادہ وقت صرف کرے۔

☆　اپنے معاشرتی تعلقات کو محدود کرے۔

☆　دینی تعلیمات کو سیکھنے کی بجائے سوشل سائنسز کو زیادہ وقت دے تا کہ وہ سرمائے کی بڑھوتری میں زیادہ بہتر انداز

میں شمولیت کر سکے۔

اس تفصیل کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ جمہوریت اپنے ماخذات کی بنیاد پر اسلام سے مکمل طور پر متصادم اور باطل نظریہ ونظام ہے۔اس نظام میں حصہ لینا، ووٹ دینا اور لینا مندرجہ ذیل وجوہ کی بناء پر حرام ہے:

الف:　جمہوری حکومت کی پہلی بنیاد حاکمیتِ عوام ہے۔جمہوریت کی تعریف ہی یہ ہے:

Government of the people, by the people, for the people.

یعنی عوام کی حکومت، عوام کے ذریعے، عوام پر...... یہ جمہوریت کا پہلا بنیادی اصول ہے جو کھلا کلمۂ کفر ہے۔اس لیے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور اقتدار کے انکار کے علاوہ انسان کی بندگی کا بھی انکار ہے۔دوسرے لفظوں میں حاکمیتِ انسان کا مطلب انسان کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانا ہے۔قرآن مجید میں ارشاد ہے:

اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ (الانعام)

اَلَا لَہُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ (الاعراف)

لَہُ الْحُکْمُ وَاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ (القصص)

وَلَا یُشْرِکُ فِی حُکْمِہٖ اَحَدًا (الکھف)

اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِیَّاہ (الیوسف)

ان آیات کے علاوہ بھی متعدد آیات ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس ہی حکم وحکومت کے سزاوار ہے۔قانونِ شریعت میں انسان اللہ کا بندہ اور خلیفہ ہے۔اسے یہ حق نہیں کہ خود خدا بن بیٹھے۔بہر حال ان آیات کی روشنی میں جب ہم جمہوری عمل کا جائزہ لیتے ہیں تو مندرجہ ذیل قباحتیں سامنے آتی ہیں:

(۱)　مُقنّن اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔انسان عبد ہونے کے ناتے اس بات کا پابند ہے کہ وہ قوانینِ شریعت کو بلا چون وچرا تسلیم کرے اور ان پر عمل درآمد کرے۔انسان کو حق حاصل نہیں کہ وہ خود قانون ساز بن کر بیٹھ جائے اور حاکمیت الہٰ میں شریک ہو جائے۔ایسا کرنا شرک فی الحکم ہے (یہ بات یاد رہے کہ یہ بات شرک ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کو اپنا معبود والہٰ بھی مانتا ہو۔اگر وہ حاکمیتِ انسان کا یہ مطلب لے کہ ذاتِ باری کا کوئی وجود نہیں۔وہ خود ہی حاکم ہے تو یہ دہریت ہے جیسا کہ اکثر مغربی ممالک میں اسی بات کا تصور پایا جاتا ہے)

قرآن مجید میں شرک کے بارے میں فیصلہ ہے کہ:

اِنَّ الشِرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْم ۔بے شک شرک ظلم عظیم ہے۔(لقمان:۱۳)

دوسری جگہ ارشاد ہے: اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ (النساء:۱۱۶)

''بے شک اللہ اس چیز کو نہیں بخشے گا کہ اس کا شریک ٹھہرایا جائے۔اس کے علاوہ جس کے لیے چاہے گا بخش دے گا اور جو اللہ کا شریک ٹھہرائے گا وہ بہت دور کی گمراہی میں جا پڑا۔''

جمہوریت انسانوں کو یہ حق فراہم کرتی ہے کہ وہ ووٹ کے ذریعے اپنی حاکمیت کو قائم کریں، پارلیمنٹ میں اپنے نمائندے بھیجیں، جو مفادِ عامہ کے مطابق قانون سازی کریں۔ چنانچہ یہ عمل شرک ہونے کے سبب باطل ہے۔

(۲)　جمہوری قوانین کے ماخذ انسانی حقوق کے چارٹر میں انسانوں کا پہلا حق آزادی (Freedom) کو تسلیم کیا گیا ہے۔ آزادی کا یہ حق انسانی حقوق کا بہت خاص حق ہے اور ہر ممکن کوشش کی گئی ہے کہ آزادی (اللہ تعالیٰ سے بغاوت، راہِ بندگی سے فرار) کی راہ میں کوئی رکاوٹ نہ رہے۔ آزادیٔ رائے، آزادیٔ اظہار، آزادیٔ مذہب وعقیدہ، آزادیٔ نسواں اور کئی دیگر قسم کی آزادیوں کو اس ایک فارم میں سمو دیا گیا ہے۔ چنانچہ جمہوری پارلیمنٹ میں جو بھی قانون سازی کی جاتی ہے وہ آزادی کی تمام اقسام کو مدنظر رکھتے ہوئے کی جاتی ہے۔ ہم یہ بتا آئے ہیں کہ انسانی حقوق کے چارٹر میں انسانوں کو دی گئی آزادی کا مطلب انکارِ بندگی کے سوا کچھ نہیں۔

قرآنی فکر کے مطابق انسان آزاد نہیں ہے۔ وہ بندہ ہے، اللہ وحدہ لاشریک کا۔ چنانچہ اسے حکم ہے کہ وہ اسی کی بندگی کرے۔ بندگی بھی ایسی جس میں غیر اللہ کی بندگی کا شائبہ بھی نہ ہو:

وَ مَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ (التوبہ:۳۱)

''انھیں صرف ایک ہی معبود کی عبادت کا حکم دیا گیا، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ پاک ہے ان چیزوں سے جن کو یہ شرک ٹھہراتے ہیں۔''

وَمَا اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَاءَ (البیّنہ:۵)

''اور نہیں حکم دیئے گئے مگر یہ کہ وہ اللہ ہی کی بندگی کریں۔ اس کی خالص اطاعت کے ساتھ بالکل یکسو ہو کر۔''

اسی طرح قرآن مجید میں دیگر کئی مقامات پر اپنی بندگی کو خالص اللہ تعالیٰ کے لیے وقف کرنے کی ہدایت دی گئی ہے۔ قرآنی احکام کے بعد کہیں اس بات کی گنجائش نہیں کہ اسلام کے دائرے سے ہٹ کر کسی دوسرے نظام کی طرف اور کسی قسم کے ''ازم'' کی طرف نگاہِ التفات بھی کی جائے۔ انسان کو اگر آزاد تصور کیا جائے تو اس کا مطلب اس کے سوا کچھ نہیں کہ وہ اگر رب کا بندہ نہیں رہا تو شیطان کا بندہ ہے۔ اس لیے کہ دو ہی صورتیں ممکن ہیں، انسان اللہ کا بندہ ہو یا شیطان کا!

(۳)　انسانی حقوق کا دوسرا رکن مساوات (Equality) ہے۔ مساوات کا مطلب یہ ہے کہ تمام انسان برابر ہیں۔ مرد و عورت، عالم و جاہل، بدکار و نیکوکار، ایک ڈاکو اور متقی انسان سب برابر ہیں۔ کسی کو کسی پر فوقیت حاصل نہیں۔ اسی معنٰی میں ہر انسان کا ووٹ برابر ہے۔ ہر انسان پارلیمنٹ کا ممبر بننے کا اہل ہے۔ اور ہر انسان ترقی کے عمل میں شریک ہو سکتا ہے۔ انسانی حقوق کے عالمی چارٹر کے مطابق تمام انسان قانون کی نظر میں برابر ہیں۔ جب کہ اسلام میں مساوات کا ایسا کوئی تصور نہیں۔ اسلام مرد اور عورت میں فرق کرتا ہے۔ وہ ذمی اور معاہد میں فرق کرتا ہے۔ وہ عالم اور جاہل میں فرق کرتا ہے۔ اسلام ہر شخص کے ہر موضوع پر رائے دینے کا قائل نہیں۔ مرد بیک وقت چار شادیاں کر سکتا ہے، عورت نہیں۔ مرد طلاق دیتا ہے عورت نہیں۔ جمہوریت کا نصابی صحیفہ ''انسانی حقوق کا چارٹر'' ہر انسان کو حق دیتا ہے کہ وہ اپنے لیے جیسا چاہیں خیر و شر کا پیمانہ

تجویز کر سکتے ہیں۔قرآن ان تمام تصورات مساوات کو رڈ کرتا ہے۔جیسا کہ قرآن مجید میں ہے......
وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰت(الآیه) ......لَا يَسْتَوِىْ مِنْكُمْ مَنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ (الآیه)......
لَا يَسْتَوِىْ اَصْحَابُ النَّارِ وَاَصْحَابُ الْجَنَّةِ(الآیه) چنانچہ مساوات کی مندرجہ بالافکر اسلام سے مکمل طور پر متصادم وباطل ہے۔

(۳) انسانی حقوق کے چارٹر کا تیسرا بنیادی رکن ترقی (Progress) ہے۔چونکہ سرمایہ دارانہ علمیت کے پاس موت کے بعد کی زندگی کا کوئی تصور نہیں۔اس لیے انسان کی تمام تگ وتاز کا محور یہی دنیوی زندگی ہے۔چنانچہ انسانی حقوق کے چارٹر کے مطابق ہر انسان کو زیادہ سے زیادہ سرمایہ حاصل کرنے اور سامانِ تعیش جمع کرنے کی اجازت ہے۔تاکہ وہ اسی دنیا کو جنت بنا سکے۔سرمایہ عقلیت میں ترقی کا مطلب سرمائے کی بڑھوتری برائے بڑھوتری اور حرص وحسد کے فروغ کے سوا کچھ نہیں۔بینک،اسٹاک ایکسچینج اسی بڑھوتری کے عمل کو تیز تر کرنے کے ادارے ہیں۔جہاں تکاثر کا عمل دہرایا جاتا ہے۔سود، سٹہ، جوا، دھوکہ وفریب اور ٹیکسز سرمایہ دارانہ معیشت کا خاص ہتھیار ہیں۔ان اداروں سے وابستہ افراد کی زندگی کا محور ومقصد محض پیسہ ہوتا ہے اور وہ ہر اس طریقے کو اختیار کرتے ہیں جس کے ذریعے سرمایہ اکٹھا ہو سکے۔

اسلام اس طرزِ فکر کو بھی رڈ کرتا ہے۔قرآن مجید دنیوی زندگی کو اس معنیٰ میں اہمیت نہیں دیتا کہ انسان لذات کے حصول اور خواہشات نفس کی تکمیل میں لگ کر اپنے مقصدِ اصلی کو بھول جائے اور زیادہ سے زیادہ دولت جمع کرنے کی ہوس میں مبتلا ہو جائے۔بلکہ وہ دنیوی زندگی کو لہو ولعب، دھوکہ وفریب قرار دیتا ہے۔چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہے:
اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِى الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطَامًا وَّفِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ (الحدید:۲۰)

> ”جان رکھو! دنیا کی زندگی ......لہو ولعب، زیب وزینت اور مال اولاد کے معاملے میں باہمی تفاخر وتکاثر ہے(اس کی) مثال بارش کی ہے جس کی اپجائی ہوئی فصل کافروں کے دل موہ لے پھر وہ بھڑک اٹھے اور تم اسے زرد دیکھو پھر وہ ریزہ ریزہ ہو جائے۔اور آخرت میں ایک عذاب شدید بھی ہے اور اللہ کی طرف سے مغفرت اور خوشنودی بھی اور دنیا کی زندگی تو بس دھوکے کی ٹٹی ہے۔“

[نوٹ: آزادی، مساوات اور ترقی انسانی حقوق کے باطل چارٹر کے تین بنیادی ارکان ہیں۔اس وقت ہمارا موضوع دوسرا ہے، ان شاء اللہ انسانی حقوق کے چارٹر کا محاکمہ ومحاسبہ عنقریب پیش کیا جائے گا جس سے ہمیں سمجھنے میں مدد ملے گی کہ انسانی حقوق کا چارٹر کیوں کر اسلام سے متصادم، کفر اور بغاوتِ الٰہی پر مبنی ہے۔]

(۵) قرآن مجید میں فرمادیا گیا ہے اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِىْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا......

اکمالِ دین اور اتمامِ نعمت کے بعد کافرانہ نظامِ حکومت کو اپنی اجتماعی زندگی کا حصہ بنانا اور اس پر مداومت اختیار کیے رکھنا تکمیل دین اور اتمامِ حجت کا انکار ہے۔ تکمیل دین واتمام نعمت کا مطلب ہی یہ ہے کہ سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے آغاز ہونے والا دینِ اسلام کا سلسلہ تدریجی مراحل طے کرتا ہوا نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس پر اپنے اوجِ کمال کو پہنچ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی آخری کتاب ہدایت نازل کردی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچادیا۔ تمام مسلمانوں کے لیے دینِ اسلام کی صورت میں ایک خاص طریقہ اور ضابطۂ حیات متعین کردیا گیا ہے۔ اب اس ضابطے سے باہر نکلنا کسی مسلمان کے لیے روانہیں۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

شَرَعَ لَكُم مِّنَ الدِّينِ مَا وَصَّى بِهِ نُوحًا وَّالَّذِيٓ اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ (الشوریٰ:۱۳)

''اس نے تمہارے لیے وہی دین مقرر کیا ہے جس کی ہدایت اس نے نوح کو فرمائی اور جس کی وحی ہم نے تمہاری طرف کی اور جس کا حکم ہم نے ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو دیا کہ اس دین کو قائم رکھو اور اس میں تفرقہ پیدا نہ کیجیو۔ مشرکین پر وہ چیز شاق گزر رہی ہے جس کی طرف تم ان کو دعوت دے رہے ہو۔''

دوسری جگہ ارشاد ہے:

ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ (الجاثیہ:۱۸)

''پھر ہم نے تم کو ایک واضح شریعت پر قائم کیا تو تم اسی کی پیروی کرو اور ان لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کرو جو علم نہیں رکھتے۔''

قرآن مجید کی ان آیات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ایک مسلمان کے لیے طریقۂ زندگی، ضابطۂ حیات، دائرہ کار خواہ انفرادی معاملات ہوں یا اجتماعی معاملات قانون شریعت ہی ہے، اس سے انحراف کی راہیں تلاش کرنا اور کسی دوسرے طریقۂ زندگی کو پسند کرنا جائز نہیں، ایسا کرنا بہت بڑا خسارہ ہے۔ ہمارے خیال میں سرمایہ دارانہ نظام میں شمولیت اختیار کرنا اور اس پورے نظام کو اس طرح اپنے اوپر حاوی کرلینا کہ شریعت معطل ہوجائے، احکام دین کھلم کھلا پامال ہونے لگیں اور شعائرِ اسلام کا مذاق اڑایا جانے لگے تو یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص ہندو ہوجائے یا عیسائیت قبول کرلے یا بدھ مت اختیار کرلے، اس لیے کہ جمہوری نظام کو قبول کرنے اور اس پر مداومت اختیار کرنے کا مطلب اس کے سوا کچھ نہیں کہ شریعت اب چند اجزاء مثلاً عبادات کے علاوہ قابل عمل نہیں رہی۔ اور خلافت کا ادارہ بحالتِ موجودہ ناقابل قیام ہے۔ ظاہر ہے یہ فکر اور یہ طرزِ عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں سندِ قبولیت حاصل نہیں کرسکتا، بلکہ ایسے لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ کا اعلان ہے:

وَ مَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَ هُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ (آل عمران:۸۵)

''اور جو کوئی اسلام کے سوا کسی اور دین کا طالب بنے گا تو وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نامرادوں میں سے ہوگا۔''

آخرت کی نامرادی اور خسارہ کیا ہے، اس کی وضاحت بھی ایک دوسری جگہ ارشاد فرمادی گئی ہے۔
قرآن مجید میں ارشاد ہے:

وَ مَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُ الْهُدٰی وَ یَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّهٖ مَاتَوَلّٰی وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَ سَآءَ تْ مَصِیْرًا (النساء:۱۱۵)

> ''اور جوکوئی راہِ ہدایت واضح ہو چکنے کے بعد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرے گا، مسلمانوں کے راستے کے سوا کسی اور راستے کی پیروی کرے گا تو ہم اس کو اسی راہ پر ڈالیں گے، جس پر وہ پڑا اور اس کو جہنم میں داخل کریں گے اور وہ برا ٹھکانہ ہے۔''

جمہوری نظام کفار کا طرزِ حکومت وسیاست ہے۔ چنانچہ غیر سبیل المؤمنین ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ہدایت آ چکنے کے بعد کوئی دوسری راہ اختیار کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرتے ہوئے مؤمنین کے راستے سے الگ راہ نکالنا اپنی حقیقت کے اعتبار سے شرک ہے اور شرک ہر طرح کی برائیوں کا منبع ہے۔ کیوں کہ مشرک اللہ سے کٹ کر اپنی باگ شیطان کے ہاتھ میں پکڑا دیتا ہے۔ ''غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنِ'' کے شرک ہونے کا قرینہ اگلی آیت ہے جس میں مذکورہ آیت (ومن یشاقق الرسول الخ) کے فوراً بعد فرمایا گیا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِهٖ وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَمَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِیْدًا (النساء:۱۱٦)

> ''بے شک اللہ اس چیز کو نہیں بخشے گا کہ اس کا شریک ٹھہرایا جائے، اس کے نیچے جس کے لیے چاہے گا بخش دے گا اور جو اللہ کا شریک ٹھہرائے گا، وہ بہت دور کی گمراہی میں جا پڑا۔''　　(جاری ہے)

قارئین متوجہ ہوں

قارئین کی سہولت کے لیے لفافے پر پتا کے اوپر مدت خریداری مستقل طور پر درج کردی گئی ہے۔ جن قارئین کا سالانہ زرِتعاون دسمبر ۲۰۰۷ء میں ختم ہو چکا ہے اور جن کا جنوری، فروری ۲۰۰۸ء میں ختم ہو رہا ہے، ان سے التماس ہے کہ اپنا سالانہ زرِتعاون ۱۵۰ روپے ارسال کر کے اگلے سال کی تجدید کرالیں۔
نیز محکمہ ڈاک کی طرف سے منی آرڈر اور وی پی فیس میں ظالمانہ اضافہ کے باعث آئندہ رسالہ وی پی نہیں کیا جائے گا۔ قارئین زرِ سالانہ اور ایجنسی والے حضرات درج ذیل اکاؤنٹ میں رقم آن لائن کردیں اور ہمیں فون یا خط کے ذریعے مطلع فرمادیں۔ شکریہ! (سرکولیشن منیجر)

بنام: ماہنامہ ''نقیبِ ختم نبوت'' ملتان، آن لائن اکاؤنٹ نمبر: 1-5278-100 بینک کوڈ: 0278، یو بی ایل چوک مہربان، ملتان